مزے کی بھوک

بھوک تو سب کو لگتی ہے۔ یہ صحت کی علامت بھی ہے یعنی ہزار نعمت ہے۔ یہ ذی حیات کی سب سے بڑی ضرورت یعنی کھانے کے وقت اور مقدار کو بتاتی ہے۔ اگر اس کی بات نہ مانی جائے اور کھانے کی ہماری مشین وقت بے وقت اور بے روک ٹوک چلنے لگے تو آفت ہی آفت ہے۔ (یہ کوئی جسمانی یا ذہنی بیماری ہی سے ہوسکتی ہے) یوں بھی اگر بھوک کا احترام اور پاس ولحاظ نہ کیا گیا تو یہ لگی لگی کھٹکتی ہی نہیں بلکہ سلگنے بھی لگتی ہے، بھڑکنے بھی اور پھڑکنے بھی لگتی ہے۔ پھر اگر بھڑکتی ہوئی بھوک کو ٹھنڈا کرنے کا سامان نہ ہوسکے، جس کا سیدھا مطلب محرومی اور بے بسی کا پیغام دینا ہوتا ہے، تو بھوک بڑھتے بڑھتے بھوت بن سکتی ہے، بھوت بھی وہ جو مار سے بھی نہ بھاگے۔ پھر یہ بھوت حضرت انسان کے سر پر چڑھ کر اس سے کوئی بھی مجرمانہ اقدام کرا سکتا ہے، ویسے یہ انسان آدم زاد جس کا آبائی وطن جنت ہو، وہ کوئی اپنی طبیعت سے مجرم تو ہوتا نہیں۔ کچھ ایسے ہی بھوت پریت اور توہماتی ہوّا ہی انسان میں مجرم کو داخل کرا دیتے ہیں۔ اکثر سماجی معاشی مجرموں کے پیچھے یہی بھوت، ہی بھوک یا اس کا ہوّا یعنی اس کا ڈر ہی ہوتا ہے۔

کچھ بھی ہو، یہ بھوت بڑا ہی بھیانک ہوتا ہے۔ یہ انسان کو اس کے آپے سے باہر کر کے کچھ بھی بنا سکتا ہے، دیوانہ، ہوش، جنگلی، بربریت مآب، شیطان، شیطان کا بھی چچا بنا سکتا ہے۔ لیکن ایسے بھیانک بھوت کو بھگانے کا منتر یا اسے بس میں کرنے کا گُر انسان کے پاس نہ ہو، ایسی بھی بات نہیں ہے۔ یہ منتر ہے بھوک کو 'سدھا' لینا اور یہ گُر ہے بھوک کو پچا سکنا۔ دوسرے لفظوں میں بھوک کو مزے مزے پال لے جانا۔ بھوک سلگنے سے پہلے ہی یہ منتر اور یہ گُر استعمال کر لیا جا سکے تو بھوک سے بھوت بننے ہی نہ پائے گا۔ پھر انسان میں 'مجرم' داخل نہ ہونے پائے گا۔ اس عمل سے جبر واکراہ کی پُٹ بھی الگ کر دی جائے تو بھوک سے مزا بھی لیا جا سکے گا۔ انسان جب بھوک سے (دوسرے کی نہیں بلکہ اپنی بھوک سے) مزا لے سکے گا تو وہ خود سیدھا سادہ بلکہ سدھا سدھایا، ہو جائے گا۔ بھوک پر قابو پا لینے والا کسی بھی خواہش، کسی بھی جذبہ کو قابو میں کر سکتا ہے۔ اسی کو نظم وضبط کی پابندی کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہ کام فی سبیل اللہ، قربۃً الی اللہ ہو تو مزا ہی مزا ہے، ثواب اور آخرت کی جزا الگ سے، سونے پر سہاگا۔ یہی مذہبی اصطلاح میں روزہ بھوک کو قربۃ الی اللہ قابو میں کرنے اور اس کا مزا لینے کا نام ہے۔ مبارک ہو روزہ کی راہ سے تقویٰ کی منزل۔ رحمت وبرکت ومغفرت بھی اسی راستے کے پڑاؤ ہیں۔ اوپر سے خدائی مہمانی، کتنا بڑا شرف ہے، آپ خود اپنا ہاتھ چوم لیں۔ (صحیح معنوں میں قدم بوسی تو کر نہیں سکتے، فطرت وخلقت کو بھی منظور نہیں کہ مسجود ملائک کا سر کہیں قدموں تک پہنچے)۔

(م۔ر۔عابد)